ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ڈاکٹر وحید قریشی... شخصیت اور فن

Dr. Waheed Qureshi Personality & Art

حنا تحسین

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو

لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر محمد اعجاز تبسم

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

Abstract

Millions of human beings were born in the universe of God Almighty, but some people also appeared on this earth who burned the minds and hearts of millions of people with their knowledge and literature. from whom everyone is benefiting according to their choice and need. There is no doubt that there is a shortage of such writers in the present era. Dedicated to the service of literature. The scenes of thirst and water in the eyes and the sunshine of belief and doubt. The glory of the tumultuous waves of the noisy rivers in the tone is present in Dr. Waheed Qureshi's creations.

If the list of poets, poets and researchers covering the last two decades of the twentieth century is made, then the name of this star of Mianwali will also be seen in it. Therefore, it is very important to look at their personal information so that the readers can benefit from them. First, while giving a basic explanation and introduction regarding critical research, Foucault, Bardeau and Freire provided the foundations for critical theory. He elaborated on his critical theory:

> *Critical theory or thinking is the process that presents fair arguments and facts to create right thinking in society and to reject wrong thinking. So that development, justice, prosperity and many other good things are created in society and the world and oppression and excesses are stopped. Truth should be given importance and truth and honesty should be considered as the real strength.*

ربِ ذُوالجلال کی کائنات میں یوں تو لاکھوں انسان نے جنم لیا لیکن کچھ لوگ ایسے بھی اس دھرتی پر نمودار ہوئے جنھوں نے اپنے علم وادب سے کروڑوں لوگوں کے اذہان وقلوب کو جلا بخشی ہے۔ فلک میں جگمگاتے ہوئے ستاروں کی طرح ادب کے میدانوں میں اپنے جلوہ دکھارہے ہیں۔ جن سے ہر ایک اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق فیض یاب ہورہاہے۔ اس امر میں بھی کوئی شک نہیں کہ موجودہ دور میں ایسے قلم کاروں کی کمی محسوس ہورہی ہے۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی علم وادب کی ترسیل اور ادب کی خدمت کیلئے وقف کردی ہو۔ آنکھوں میں تشنگی و سیرابی اور یقین و اشتباہ کی دھوپ چھاؤں کے مناظر۔۔۔۔ لہجے میں پر شور دریاؤں کی طلاطم خیز موجوں کا جلال ڈاکٹر وحید قریشی کی تخلیقات میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

بیسویں صدی کے آخری دو عشروں پر محیط شعرا، ناقدین و محققین کی فہرست مرتب کی جائے تو اس میں میانوالی کے اس ستارا کا نام بھی جگمگاتا ہوئے نظر آئے گا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی شخصیت اور ادبی خدمات کے جملہ محاسن سے آشنائی حاصل کرنے کے لئے اشد ضروری ہے کہ ان کے ذاتی کوائف پر نگاہ دوڑائی جائے تاکہ قارئین ان سے استفادہ کرسکیں۔ ابتدا ًتنقید و تحقیق کے حوالے سے بنیادی وضاحت و تعارف کراتے ہوئے فائوکالٹ بارڈیو اور فرائیرے نے تنقیدی تھیوری کے لیے بنیادیں فراہم کیں۔ وہ اپنی تنقیدی تھیوری میں رقمطراز ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

”تنقیدی تھیوری یا سوچ وہ عمل ہے جو معاشرے میں صحیح سوچ پیدا کرنے اور غلط سوچ کو رد کرنے کے لیے منصفانہ دلائل اور حقائق پیش کرتی ہے۔ تاکہ معاشرے اور دنیا میں ترقی، انصاف، خوشحالی اور دوسری بہت سی اچھی باتیں پیدا ہوں اور جبر اور زیادتی موقوف ہو جائیں۔ سچ کو اہمیت دی جائے اور سچ اور حقانیت کو ہی اصل قوت سمجھا جائے۔“(۱)

درج بالا اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ معاشرے پر مختلف طبقات کی دھونس اور جبر کے ذریعے جو غلط نظریات پیدا ہو چکے ہیں۔ جو معاشرے کے لیے نقصان دہ ہیں ان کو روکا جائے اور ان کی بجائے تنقید کے عقلی ہتھیار کے ذریعے سچ تک پہنچا جائے۔ معاشرے میں ایک بندھی ٹِکی سوچ پیدا ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام الناس آنکھیں بند کر کے رواں دواں رہتے ہیں اور اس سے بہت سا نقصان معاشرے کو پہنچ جاتا ہے۔ معاشرے کی ترقی رُک جاتی ہے۔ لوگوں پر ایک ذہنی جمود طاری ہو جاتا ہے۔ ان حالات سے متاثر ہو کر عقل و خرد سے کام لے کر انسانیت کے دل و دماغ کو جھنجھوڑنے والے تنقیدی مفکرین اور ماہرین نے اس سلسلے میں جو خدمات سرانجام دی ہیں اُن میں سے چند ایک سوال کے مطابق پیشِ خدمت ہیں۔ جن میں ان قابلِ قدر ہستیوں کے کام اور ان کے نظریات پیش کیے جاتے ہیں۔

زبانِ تنقید سے یہ بات بار بار کہی گئی ہے کہ شعری ادب میں پیشکش اور اسلوبِ نگاری کو اہم گردانا جانا چاہیے۔ ادب کی تخلیق کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ وہ قاری کے دل چھوتا ہوا، مشامِ جان میں اترنے کی خوبی اپنے اندر رکھتا ہو۔ ان کی شاعری اسی کا التزام سموئے ہوئے ہیں۔ اس تناظر میں بارڈیوBourdieuاور اس کی تنقیدی تھیوری میں وضاحت کرتے ہیں:

”بعض اوقات غلط نظریات کو صحیح اور صحیح کو غلط مان لیا جاتا ہے۔ بارڈیو ایک سماجی ماہر تھا اور ایک عوامی دانشور تھا۔ وہ آزادی، عزم، حوصلے اور سچائی کے جذبات کی ترجمانی کرتا تھا۔ وہ سرمائے، دولت اور کھیتوں پر کارکنوں کے راج کی بات کرتا تھا۔“(۲)

بارڈیو کا خیال ہے کہ کس طرح مختلف حالات اور خیالات معاشرے میں عدم مساوات پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح معاشرہ عدم مساوات کا شکار ہو جاتا ہے۔ بارڈیو کی سرگرمیوں کا مقصد عوام میں شعور اور تنقیدی سوچ پیدا کرنا تھا۔ کیونکہ یہی ترقی اور خوشحالی کی ضمانت ہوتی ہے۔ اگر عوام میں تعمیری عزائم پیدا ہو جائیں تو وہ سرمائے کو صحیح انداز میں کما کر صحیح ترقی کی طرف سفر کر سکتے ہیں۔ وہ القاب اور امتیازی نشانات اور علامات کا مخالف تھا۔ تنقیدی شعور کے ذیل میں معروف مفکر اور فلسفیFriereلکھتے ہیں:

”انسان خاص طور پر تنقیدی شعور کو تعلیم کے میدان میں لاگو کرنے کے لیے بے چین نظر آتا تھا۔“(۳)

دراصل فرائیر معاشرے میں عدم مساوات اور ناانصافی دیکھ کر مطمئن نہیں تھا۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ سب لوگوں کو ایک ہی رفتار میں آگے بڑھنے کا موقع ملنا چاہیے۔ تاکہ وہ زیادہ اعتماد اور لگن سے آگے بڑھ کر ظلم اور زیادتی کا مقابلہ کر سکیں۔ وہ بچوں کے سکول میں مساوی مواقع اور سہولیات کا حامی تھا اور ان تمام باتوں کے لیے تعمیری تنقید کو بہت ضروری سمجھتا تھا جس کا اُس نے اپنی زندگی میں پرچار کیا۔ جناب ڈاکٹر وحید قریشی میانوالی کے اردو اور پنجابی و فارسی زبان و ادب کے بڑے بلند پایہ‘ مدبر آج کل کی ضرورت کے مطابق فن و ادب سے دلچسپی رکھنے اور اس کے ذوق کو سمجھنے والے اہم لکھاری اور جدید شاعری کے علمبردار ہیں۔ انہوں نے اردو، پنجابی، فارسی اور انگریزی میں کئی تصانیف لکھیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی اپنے وسیع علم اور گہری نظر کی وجہ سے ادبی حلقوں میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر ادب اور فلسفہ کو گہرائی سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ فائوکالٹ فلسفہ اور ادب سے تعلق رکھنے والا ایک فلاسفر تھا۔ جو1926ء میں فرانس میں پیدا ہوا۔ اس کے دلِ بیدار نے اس مسئلہ پر سوچ بچار کر کے کچھ نتائج اخذ کیے جن سے اُس کی دلسوزی اور عوام سے ہمدردی اور ملک و قوم سے محبت کا پتہ چلتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

”فائوکالٹ بنیادی طور پر قوت اور علم کے مابین تعلقات کو بیان کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ کس طرح یہ عوامل مختلف اداروں کے درمیان تعلقات کو کنٹرول کرتے ہیں اور کس طرح نئے نظریات پیدا کرنے اور بعض نظریات کو رَد کرنے کا باعث بنتے ہیں۔“(۴)

فائوکالٹ کی تھیوری سچ کو نقصان سے بچانے کے لیے وجود میں آئی۔ اُس کا یہ دعویٰ ہے کہ سچ حق ہے اور اس میں آفاقیت موجود ہے اور اس کو ہی فتح یاب اور غالب ہونا چاہیے۔ فائوکالٹ کے مطابق مختلف سماجی گروہ اپنے تیز کردار، عقل و شعور اور چالاکی کی وجہ سے معاشرے پر غالب آجاتے ہیں اور ان کے نظریات اور عقائد معاشرے میں حق مان لیے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے معاشرے میں ظلم اور ناانصافی اور غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ ہونا تو ایسا چاہیے کہ عقل و خرد اور استدلال کی روشنی میں ہر قسم کے نظریات کو پرکھا جائے اور عقلی تنقید سے صحیح اور انسانیت کے لیے مفید نظریات کو فوقیت دی جانی چاہیے تاکہ غلط اور نقصان دہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

نظریات ختم ہو جائیں اور صحیح اور حق پر مبنی نظریات جو معاشرے اور انسانیت کے لیے مفید ہیں فروغ پائیں اور آگے مروج ہوں اور معاشرہ اور انسانیت صحیح راہوں پر چل کر آگے کی طرف ترقی کرے۔

فائوکالٹ کے فلسفے میں قوت اور اخلاقی پہلو دونوں کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ فوکالٹ مارکسزم کے فلسفے سے بھی آگے چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ قوت ہی سچ ہونے کی دلیل نہیں اصل میں سچ ہی سچ ہے اور اگر قوت کی وجہ سے غلط ہاتھوں میں اقتدار چلا جائے تو ان کی کہی ہوئی بات حق نہیں ہو سکتی اور اس کا دفاع کرنا چاہیے۔ تاکہ سچ اور حق کے نظریات کو تسلیم کیا جائے۔ فائوکالٹ اپنے اس نظریے پر سختی سے ڈٹا ہوا ہے اور اس نے اپنی اکثر نگارشات میں اس نظریے کو سختی سے بیان کیا ہے۔ اُس کا کہنا ہے کہ معاشرے کی معاشی، تعلیمی، معاشرتی اور عدالتی ترقی اسی نظریے پر عمل پیرا ہو کر حاصل کی جا سکتی ہے اور خوشحالی کا راج دنیا میں قائم ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی... شخصیت اور فن:

کردار شخصیت کا آئینہ ہوتا ہے۔ کسی انسان کی شخصیت پہنچاننا ہو تو اس کے کردار کو اچھی طرح جانچیں۔ اُس کی شخصیت کے تمام پہلو خود بخود عیاں ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر وحید قریشی بلند پایہ شخصیت کے مالک ہیں۔ جن کے کردار اور اعلیٰ انسانی خوبیوں کا اعتراف اُن کے اپنے اور غیر سب ہی کرتے ہیں۔ دوستوں کے ساتھ نجی محافل میں اُن کا رویہ نہایت نرم ہوتا ہے۔ وہ انتہائی محنتی اور سادہ انسان ہیں۔ اُن کی سادگی کے حوالے سے اُن کے رفیقِ کار ہی بتلاتے ہیں۔

''ڈاکٹر وحید قریشی نے میانوالی کے مشہور نقاد، محقق، مدون، شاعر اور کالم نگار کے ساتھ ساتھ دیگر کئی اصنافِ ادب کے ماہر ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی فن و شخصیت پر ڈاکٹر سید عبد اللہ، صوفی غلام مصطفی تبسم، ڈاکٹر انور سدید، ڈاکٹر جاوید اقبال، ناصر عباس نیئر اور وزیر آغا جیسے معروف اہل قلم کی آراء دی ہیں۔ جن سے ڈاکٹر وحید قریشی کی مختلف ادبی جہتوں کا بھی پتہ ملتا ہے کہ وہ نہ صرف تنقید بلکہ تحقیق اور دیگر ہمہ جہت اصنافِ ادب کے بھی شہسوار ہیں۔''(۵)

ڈاکٹر وحید قریشی ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ وہ اپنی ذات میں سچے اور کھرے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ پائے کے تخلیق کار ہیں۔ ان کی طبیعت میں شائستگی اور مزاح کا عنصر واضح ہے۔ طنز و مزاح اور دوستوں کے ساتھ خوش گپیاں کرنا اُن کے مزاج کا حصہ ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اان کی تخلیقات کے عنوانات کا انتخاب ان کے مزاج کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔ وضع قطع اور مہمان نوازی کے متعلق ڈاکٹر سید عبد اللہ فرماتے ہیں۔

''ڈاکٹر وحید قریشی انتہائی پُر خلوص، مدُبر مہمان نواز اور اعلیٰ ظرف انسان ہیں اپنی احساس محرومی کو اپنے کردار سے ذرا بھی واضح نہیں ہونے دیتے،،(۶)

جناب ڈاکٹر وحید قریشی اردو اور پنجابی و فارسی زبان و ادب کے بڑے بلند پایہ' مدبر آج کل کی ضرورت کے مطابق فن و ادب سے دلچسپی رکھنے اور اس کے ذوق کو سمجھنے والے اہم لکھاری اور جدید شاعری کے علمبردار ہیں۔ انہوں نے اردو، پنجابی، فارسی اور انگریزی میں کئی تصانیف لکھیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی اپنے وسیع علم اور گہری نظر کی وجہ سے ادبی حلقوں میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آخری دو عشروں پر محیط شعرا، نا قدین و محققین کی فہرست مرتب کی جائے تو اس میں ڈاکٹر وحید قریشی اس ستارا کا نام بھی جگمگاتا ہوئے نظر آئے گا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی شخصیت اور ادبی خدمات کے جملہ محاسن سے آشنائی حاصل کرنے کے لئے اشد ضروری ہے کہ ان کے ذاتی کوائف پر نگاہ دوڑائی جائے تاکہ قارئین ان سے استفادہ کر سکیں۔ اسی تناظر میں ''ڈاکٹر وحید قریشی بحیثیت مدون'' کے عنوان سے عبد الغفار شاہین اپنے ایم۔ فل اردو کے مقالہ میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''ڈاکٹر وحید قریشی کا شمار بر صغیر کی معروف اور ممتاز علمی و ادبی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک استاد، محقق، مدون، نقاد اور شاعر کی حیثیت سے معروف ہیں۔ ملک کے مشہور تعلیمی و ادبی اداروں سے ان کا تعلق رہا ہے۔ انھوں نے زندگی قلم اور کتاب کے ساتھ گزاری ہے۔ اردو شعر و ادب میں وہ کئی ایک بلند پایہ کتب اور مقالات کے مصنف ہیں۔ وہ شاعری، تنقید، تحقیق اور تدوین میں یکساں رواں ہیں۔''(۷)

پاکستان میں اور پاکستان سے باہر وہ ایک ممتاز ماہرِ علوم شرقی اور محقق کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے بلند مرتبہ علمی اور ادبی کارنامے ادب، تاریخ، تعلیم، زبان اور عمرانیات جیسے اہم موضوعات پر محیط ہیں۔ جو مشرق و مغرب کے اہلِ علم سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی مطبوعہ تصنیفات و تالیفات کی تعداد اسی ۸۰ کے قریب ہے۔ ان کے مطبوعہ مقالات، مقدامت، مضامین، تبصروں اور آراء کی تعداد دس و کے لگ بھگ ہے۔ علاوہ ازیں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات و رسائل میں نشر اور شائع

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ہونے والے مذاکرات، آراء اور انٹرویو کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ میانوالی کی سرزمین بڑی زرخیز ہے اس میں بڑی بڑی عظیم ہستیاں گزری ہیں۔ ادبی لحاظ سے کوئی بات حتمی نہیں ہوتی۔ اس میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ سید عبداللہ صاحب ڈاکٹر وحید قریشی کے شعر و ادب پر تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اردو زبان میں ڈاکٹر وحید قریشی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ اپنی شناخت اور کام کے حوالے سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں ڈاکٹر وحید قریشی کی تصانیف اور ادبی خدمات صرف ان کے دِلی اخلاص کی آئینہ دار ہی نہیں بلکہ حالات حاضرہ کے تناظر میں اُسوہ رسول پر عمل کرنے کی ترغیب بھی دیتی ہیں۔"(۸)

اپنے اساتذہ کرام اور احباب کے ساتھ ادبی گفتگو کرنا ڈاکٹر وحید قریشی کا مشغلہ ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی معاشی حالات کے گوناگوں مسائل رکھنے کے باوجود اپنی وضع داری قائم رکھتے ہیں۔ وہ مہمان نوازی اور خاطر تواضع میں اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی کے کسی بھی مہمان کو اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا اِن کے ہاں مہمان خُدا کی رحمت ہوتا ہے اور وہ مہمان کا انتہائی گرم جوشی سے استقبال کرتے ہیں۔ ایم۔فل اردو کے تحقیقی مقالہ میں بعنوان "ڈاکٹر وحید قریشی بحیثیت مدون" میں عبدالغفار شاہین رقمطراز ہیں:

"ڈاکٹر وحید قریشی کا شمار برصغیر کی مشہور علمی و ادبی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک استاد، محقق، مدون، نقاد اور شاعر کی حیثیت سے معروف ہیں۔ ملک کے مشہور تعلیمی و ادبی اداروں سے ان کا تعلق رہا ہے۔ انھوں نے زندگی قلم اور کتاب کے ساتھ گزار دی ہے۔ اردو شعر و ادب میں وہ کئی ایک بلند پایہ کتب اور مقالات کے مصنف ہیں۔ وہ شاعری، تنقید، تحقیق اور تدوین میں یکساں رواں ہیں۔"(۹)

یوں تو ڈاکٹر وحید قریشی حسن پرست ہیں۔ لیکن ان کی یہ حسن پرستی کسی قسم کے ابتذال کا شکار نہیں ہوئی۔ وہ حسن کو رسوائی کی حد تک لے جانے کے قطعاً مخالف ہیں۔ نہایت سادہ لوح، شریف النفس، زندگی کے معاملات کو سمجھنے والے انسان ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید ڈاکٹر وحید قریشی کے متعلق لکھتے ہیں:

"ثقافت و تہذیب اور زبان و ادب ضلع میانوالی اور اس سے ملحق اضلاع میں سرائیکی زبان خوب بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس علاقے کے مشہور لکھاری ڈاکٹر وحید قریشی نے جو محسوس کیا اسے تحریر کے قالب میں ڈھال دیا۔ بعض مضامین مصنوعی اعتبار سے اتنے اچھے ہیں کہ زبان کی شُدبُد نہ رکھنے کے باوجود، ایک عام پاکستانی ان سے لطف اندوز ہو سکتا ہے" (۱۰)

ڈاکٹر وحید قریشی بہت محنتی انسان ہیں۔ میں نے ہمیشہ انہیں کام کرتے ہوئے دیکھا۔ کام سے محبت انہیں جنون کی حد تک ہے۔ وہ کبھی فارغ نہیں بیٹھتے۔ اُن کا بیشتر وقت لکھنے اور پڑھنے میں گزرتا ہے۔ تمام اخبارات کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ پڑھتے یا لکھتے ہوئے انہیں دوسروں کی مداخلت پسند نہیں۔ وہ ہمیشہ سادہ خوراک کھاتے ہیں۔ مرغن غذائوں اور گوشت خوری سے قطعاً پرہیز کرتے ہیں۔ انہوں نے تعلیم و تدریس اور پرورش میں کسی قسم کی کوئی کمی محسوس نہیں کی۔ گھر میں اُن کا رویہ سب کے ساتھ بہت نرم ہے۔ دھیمے مزاج اور آہستہ بات کرتے ہیں۔ صبح سویرے جاگنا ان کی عادت ہے۔ وہ فارغ اوقات میں کھیتوں کی سیر کو محبوب مشغلہ جانتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی اس چیز کا خیال رکھتے تھے کہ ان کی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی ادبی و علمی خدمات کے سلسلے میں اہم لکھاریوں کے مضامین میں سے چند اہم اقتباسات درج کیے جاتے ہیں جن سے ڈاکٹر وحید قریشی کے ادبی کمالات کا کچھ اندازہ ہو گا۔ روزینہ فاروق اپنے ایک مضمون میں ڈاکٹر وحید قریشی کے بارے میں وضاحت کرتی ہیں:

"ڈاکٹر وحید قریشی نہایت خوش قسمت قلم کار ہیں جسے اپنی حیاتی میں ہم عصروں کے فیاضانہ اعتراضات کا تحفہ نصیب ہو گیا ہے۔ وگرنہ عمر بھر لکھنے والے گوشہ گمنامی میں پڑے رہتے ہیں۔ کئی دہائیوں کے بعد ان میں سے چند ایک کو حیات نو نصیب ہوتی ہے باقی ماضی کی برف میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منجمد ہو جاتے ہیں۔" (۱۱)

قحط الرجال اور قحط الافکار کے اس دور میں ڈاکٹر وحید قریشی جیسے راست فکر، تعمیر پسند اور صالح ادیب، شاعر، ادب نگار اور نقاد کا وجود غنیمت ہے جو ڈنکے کی چوٹ پر سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہتا ہے۔ چونکہ اُسے منافقت نہیں آتی اس لیے وہ اس ادب کو مالِ تجارت سمجھنے والوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سچ کی اہمیت ہر دور میں مسلمہ رہی ہے۔

خاندانی پس منظر:

ڈاکٹر وحید قریشی کا شمار اردو ادب کے اہم لکھاریوں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے بیک وقت کئی اصنافِ ادب میں اپنی خدمات سے اردو ادب کی مانگ کو سنوارا۔ آپ کا سلسلہ نسب کئی پشتوں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کے دادا مولوی محمد اشرف قریشی نے دو شادیاں کیں تھیں۔ ان کی پہلی بیوی سے سات بیٹے اور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

دوبیٹیاں جبکہ دوسری زوجہ سے دوبیٹیاں اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سب سے بڑے مولوی احمد علی وحید قریشی کے نانا اور سب سے چھوٹے بنام امیر علی قریشی آپ کے دادا تھے۔ آپ کے نانا میونسپل کمیٹی میانوالی میں بطور آفس سپرنٹنڈنٹ کے فرائض انجام دیتے تھے۔ جبکہ آپ کے دادا نے ایس۔ ایچ۔ او کی حیثیت سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ جو قیامِ پاکستان سے قبل پنجاب کے سب سے اولین اور مسلمان ایس۔ پی تعینات ہوئے۔ تاہم دورانِ ملازمت وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ سعشہ خان ڈاکٹر وحید قریشی کے خاندانی پس پر بات کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

”ڈاکٹر وحید قریشی کا آبائی شجرہ نسب چھ واسطوں سے سلسلہ قادریہ کے ممتاز صوفی اور صاحب ولایت بزرگ حضرت شاہ جمال نور (م ۱۰۶۱ء) سے ملتا ہے اور کئی واسطوں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے۔“(۱۲)

حضرت شاہ جمال نوری صرف ایک واسطے سے حضرت میاں میر لاہور کے مرید تھے۔ یعنی حضرت شاہ جمال کے جدِ اعلیٰ محمد بن قاسم کی قیادت میں برعظیم میں آئے تھے۔ اسلامی فتوحات کے بعد آپ کچھ عرصہ اُچ (سندھ) میں مقیم ہوئے اور بعد ازاں انہی کی ایک شاخ نے ڈیرہ غازی خان حضرت والا میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کے شعبہ کو اپنایا۔ جب حضرت شاہ جمال نوری لاہور آگئے اور حضرت اسماعیل عرف میاں وڈا سے علوم دینی کے اعلیٰ مدارج طے کرتے ہوئے میان میر کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے اور ان کے مرید خلقہ حضرت شاہ ابو سعید سے روحانی تربیت لینے کے بعد مرشد کے کہنے پر کھیالی گوجرانوالہ ہجرت کر گئے اور ہزاروں غیر مسلموں کو تبلیغِ اسلام کے ذریعے مسلمان بنایا۔

ساشہ خان اپنے ایم۔ فل اُردو کے مقالہ بعنوان ”ڈاکٹر وحید قریشی بطورِ سکالر“ میں ”تمہید“ کے حصہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر وحید قریشی کے خاندان بارے رقمطراز ہیں:

”آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹوں میں سے منجھلے محمد لطیف قریشی وحید قریشی کے والدِ گرامی تھے۔ محمد لطیف قریشی ۱۲ دسمبر ۱۹۹۸ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔“(۱۳)

ڈاکٹر وحید قریشی کے والد صاحب ابتداً خالصہ کالج گوجرانوالہ سے ایف۔ اے کرنے کے بعد اسلامی کالج ریلوے روڈ لاہور میں بی۔ اے کے طالب علم تھے کہ سال کے آخر میں آپ کے والد اور وحید قریشی کے دادا اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ تیرہ سال ساہیوال اور پھر لاہور میں بطور ایس۔ ایچ۔ او کے عہدے پر فائز ہوئے۔ لاہور میں معروف مقامات مزن چونی اور تھانہ انار کلی بازار میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد پسرور، سمبڑیال اور سیالکوٹ میں بھی ملازمت کے سلسلہ میں تبادلے ہوتے رہے۔ تاہم کچھ ذاتی مصروفیات اور ہرنیوں کی بیماری کے طفیل قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی۔ محترمہ سعشہ اس سلسلے میں معلومات دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

”انھوں نے (وحید قریشی کے والد) یکم اگست ۱۹۹۱ء کو رحلت فرمائی۔ شگفتہ مزاجی، حلم، تقویٰ، شرافت اور وضعداری ہر ملنے والے کو ان کا گرویدہ بنا لیتی تھی۔ آپ سراپا شفقت اور سراپا اخلاص تھے۔“(۱۴)

ڈاکٹر وحید قریشی اپنے بیوی اور بچوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور بچوں کی تعلیم کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ اس لیے وہ ان کی تعلیمی ضروریات کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی اپنی زندگی سے بہت مطمئن ہیں۔ اُن کی ابتدا ہی سے خواہش رہی کہ ادبی حوالے سے وہ کوئی بڑا کام کر گزریں اور اس خیال کو آپ نے عملی جامہ پہناتے ہوئے حقیقت کا روپ دیا۔ ڈاکٹر وحید قریشی بتاتے ہیں:

” میرے علاوہ اور تین بھائی ہیں میرا نمبر تیسرا ہے۔ میرے بھائی صرف پرائمری پاس ہیں وہ محنت مزدوری کر کے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتے ہیں وہ معاشرے کا کوئی خاص جزو نہیں ہیں۔ میرے بھائی میری بہت عزت کرتے ہیں،،(۱۵)

ڈاکٹر وحید قریشی کے نزدیک گزرا ہوا ہر پل اہم ترین ہے۔ ان کے بچپن کے خوشگوار دن سردیوں کی دھوپ میں بیٹھ کر پڑھنا، بچپن کے کھیل اور ہم عصروں کو یاد کرنا خوشگوار ترین مشغلہ رہا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کے اخلاق اور گھریلو امور میں دلچسپی کے بارے میں اِن کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں:

"ڈاکٹر وحید قریشی نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک اور گھریلو امور کو بخوبی نبھانے والے انسان ہیں۔ میرے چاروں بیٹے بہت ہی عزت کرنے والے اور ڈاکٹر وحید قریشی کی بہت عزت کرتے ہیں۔ بھائیوں کے دوست اور اولاد پر بہت شفیق ہیں۔ بچوں سے دوستوں کی طرح ہم کلام ہوتے ہیں۔ والد کے اِس رویے کی وجہ سے بچوں میں خود اعتمادی، احساس ذمہ داری اور خود داری کو فروغ مِلا ہے۔"(۱۶)

ڈاکٹر وحید قریشی ایک شریف، مذہبی اور ادب پرور گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی بنا پر اُنھوں نے خود بھی ادبی دنیا میں قدم رکھا۔ آپ کو لڑکپن ہی سے ادبی سرگرمیوں میں دلچسپی تھی لیکن باقاعدہ طور پر ادبی دنیا میں اُن کا تعارف متنوع اصنافِ ادب میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی والدہ محترمہ مزید فرماتی ہیں:

" ان کی بڑی بہن زاہدہ سلطانہ نے بھائیوں کو مجھ سے بڑھ کر پیار دیا وہ تین سال پہلے ۲۰۱۴ء میں وفات پا گئی ہیں ان کی شادی میرے رشتہ داروں میں ملتان میں ہوئی تھی،،(۱۷)

انسان حیران ہو جاتا ہے کہ عام طور پر جنت میں عورت کا یہ طور ماں کے تصورِ عام نہیں اور جسے ماں چاہیے ہوگی وہ کیا کرے گا؟ کیوں کہ جنت میں تو عورت مرد کا تصور دیا گیا ہے۔ ان کی والدہ ۲۰۰۳ء میں فوت ہوئیں انھیں اپنی ماں کی کمی بہت محسوس ہوتی ہے۔ ماں کے بارے میں اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں۔

"اگر میں جنت میں جاؤں گا تو میرا پہلا سوال ہی یہی ہو گا کہ مجھے ماں چاہیے
مجھے عورت نہیں چاہیے میں تو اپنا تصور کرتا ہوں۔ میں پیدا ہوا ہوں جو
میرے پہلے لمس کا تجربہ ہے۔ وہ میری ماں کا ہے۔ یہ جو میرے پیچھے ایک
Reality ہے کہ میں تو اپنے ماں باپ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں۔"(۱۸)

ڈاکٹر وحید قریشی کی والدہ کے درج بالا اقتباس کی روشنی میں اپنے ایک انٹرویو میں وضاحت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انھیں چھے اولادیں عطا کی ہیں۔ دینی گھرانہ ہونے کے ناطے چار بڑے بچے قُرآن پاک حفظ کر چکے ہیں اور دو چھوٹے بچے جو گیارہ اور نو سال کے ہیں۔ وہ ابھی حفظ کر رہے ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی چوبیس سال کی ہے۔ وہ مدرسے میں پڑھا رہی ہے اور بڑا بیٹا جسکی عمر ۱۸ سال ہے۔ بی۔ اے کا طالب علم ہونے کے ساتھ عالم بھی بن رہا ہے۔ میری زندگی کا مقصد بچوں کو بہترین شہری اور اعلیٰ انسانیت کا نمونہ بنانا ہے۔ اپنے والدین کے بارے میں ڈاکٹر وحید قریشی بتاتے ہیں:

"کیوں کہ میرے پہلے اولین جو تجربات ہیں۔ خواہ وہ میرے جسم کے تجربے
ہوں یا میرے شعور کے تجربے ہوں یا میرے دنیا کو جاننے کے تجربے ہوں
یہ سارے میرے والدین پر انحصار کرتے ہیں۔"(۱۹)

ان کی والدہ نے ان کی ہر مشکل میں ساتھ دیا۔ ہر انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی مشکل مرحلہ آتا ہے انسان اس مشکل کی وجہ سے ڈپریشن میں چلا جاتا ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں بڑے کڑے وقت آتے ہیں۔ وحید قریشی کے پچھلے سال والد صاحب انتقال کر گئے۔ یہ ان کے لیے بڑا کڑا وقت تھا وہ کہتے ہیں کہ میں اب تک اس کڑے وقت سے نہیں نکل سکا۔ یہ وحید قریشی صاحب اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جتنی بھی کڑی حقیقت ہو اس سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان اس سے فرار اختیار نہ کرے بلکہ کھلی آنکھوں کے ساتھ اس کا سامنا کرے۔

پیدائش:

ڈاکٹر وحید قریشی کا نام عبدالوحید، تخلص وحید اور قلمی پہچان ڈاکٹر وحید قریشی ہے۔ آپ ۱۴ فروری ۱۹۲۵ کو اپنے ننھیال میانوالی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محمد لطیف قریشی محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر تھے۔ ان کے ہاں پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام سعیدہ رکھا یا۔ پھر وحید قریشی پیدا ہوئے۔ دونوں کی عمروں میں ڈیڑھ سال کا فرق تھا۔ سعیدہ جواں سال، تقریباً سولہ سترہ برس کی عمر میں فوت ہو گئیں۔ اس وقت ڈاکٹر وحید قریشی میٹرک میں تھے اور یوں ڈاکٹر وحید قریشی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد رہ گئے۔"

"وحید قریشی میانوالی کے معروف شہر میانوالی میں پیدا ہوئے،(۲۰)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

آپ کے ایک خوش اخلاق،راست گو اور پر وقار شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کے والد گرامی ایک درویش صفت اور صوفی منش انسان تھے۔ جنھوں نے ایک شفیق باپ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نہایت احسن طریقے سے نبھائیں۔ آپ نے اپنی تمام زندگی نہایت سادگی سے مذہبی عقیدت و محبت سے یادالٰہی میں گزاری۔ آپ کے ایک خوش اخلاق،راست گو اور پر وقار شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کے والد گرامی ایک درویش صفت اور صوفی منش انسان تھے۔ جنھوں نے ایک شفیق باپ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نہایت احسن طریقے سے نبھائیں۔ آپ نے اپنی تمام زندگی نہایت سادگی سے مذہبی عقیدت و محبت سے یادالٰہی میں گزاری۔ آپ کے والد محمد لطیف کی شادی ان کے تایا مولوی احمد علی قریشی کی بیٹی سے اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ جن سے ایک لڑکی سعدیہ اور اس کے بعد وحید قریشی پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے حوالے سے سعشہ اپنے ایم۔فل اردو کے مقالہ میں بیان کرتی ہیں:

''ان کی تاریخِ پیدائش ۱۴ فروری ۱۹۲۵ء ہے۔ دونوں میں ڈیڑھ سال کا فرق تھا لیکن نو عمری ہی میں آپ کی ہمشیرہ سعدیہ (۱۹۴۰ء) میں انتقال فرما گئیں۔''(۲۱)

وحید قریشی کی بڑی بہن سعدیہ کے بارے میں اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ سعدیہ ٹائیفائیڈ کے مرض میں رحلت فرما گئیں۔ جس کا ان کو بہت صدمہ ہوا۔ اس حوالے سے روبینہ ناز اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ڈاکٹر وحید قریشی ۱۴ فروری ۱۹۲۵ کو ہفتے کے دن محمد لطیف کے گھر میانوالی میں پیدا ہوئے۔''(۲۲)

ڈاکٹر وحید قریشی کہتے ہیں کہ ہمارے ملکی حالات پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم ایک دائرے میں حرکت کیے جا رہے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حرکت تیز تر ہے مگر سفر آہستہ آہستہ جاری و ساری معلوم نہیں کس آسیب کا سایہ ہے یہاں پر کہ ہم سے بعد میں آزاد ہونے والے ممالک ترقی میں ہم سے بہت آگے نکل گئے ہیں مگر ہم جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں۔ جو خواب سے جاگے وہ بھی ہنوز محوِ خواب نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی بتاتے ہیں:

'' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری چھے اولادیں ہیں۔ دینی گھرانہ ہونے کے ناطے چار بڑے بچے قُرآن پاک حفظ کر چکے ہیں اور دو چھوٹے بچے جو گیارہ اور نو سال کے ہیں وہ ابھی حفظ کر رہے ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی چوبیس سال کی ہے وہ مدرسے میں پڑھا رہی ہے اور بڑا بیٹا جسکی عمر ۱۸ سال ہے۔ بی۔ اے کا طالب علم ہونے کے ساتھ عالم بھی بن رہا ہے۔ میری زندگی کا مقصد بچوں کو بہترین شہری اور اعلیٰ انسانیت کا نمونہ بنانا ہے،،(۲۳)

ڈاکٹر وحید قریشی کے نزدیک اعلیٰ اخلاقی قدریں جن میں خیر حسن اور صداقت ہیں وہ اٹل حقیقتیں ہیں، خیر نیکی اور اخلاقیات کی نمائندگی کرتی ہیں جبکہ شاعر، فنکار یا صناع حسن کو ظاہر کرتا ہے۔ ہر نسل کو روایات کو بدلنے کیلئے اچھائی یا برائی کا پیمانہ ضرور دیکھنا چاہیے۔ وہ تبدیلی کے اس حد تک تو حامی ہیں کہ گھڑے کی جگہ کولر اور کولر کی جگہ ریفریجیریٹر لے لے اور وہ اسے زندگی کے لیے ضروری بھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن روایات کی پامالی کے بغیر اجتہاد کے قائل ہیں۔ وہ اپنی اقدار اس صورت میں پامال ہوتا نہیں دیکھ سکتے کہ عورت عریاں کر دی جائے۔ اس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ وہ خواتین کے معمولی زیبِ تن لباس کو روایات کی پھٹی ہوئی چادر سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کا مقام ہے۔

تعلیم و تربیت:

میانوالی سخت گیر لوگوں کا شہر معروف ہے اور دوستی و دشمنی دونوں حوالوں سے انتہا کو چھوتا ہے۔ تاہم اسی پتھریلی اور دریائے سندھ کی نرم و گداز مٹی کی تاثیر نے جہاں یہاں کے باسیوں کو سخت گیری کی کیفیت سے نوازا وہیں اس سرزمین سے کئی نامور شاعر، ادیب اور مہان ہستیاں بھی سیراب ہوئی اور انہوں نے اپنی علمیت اور بساط کے مطابق طلبگارانِ علم و ادب کی تشنگی کو علم و ادب کے دریا سے سیراب کیا اور اس خطہ کی ادبی زرخیزی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا شمار میں اسی قسم کے اعلیٰ پائے کے ادیبوں اور شعراء میں ہوتا ہے۔ جنھوں نے اپنی زندگی علم و ادب اور انسانیت کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی بچپن اور طالب علمی کے زمانے کو یاد کر کے گویا ہیں کہ اس وقت ان کی عمر پندرہ برس کے لگ بھگ تھی۔ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا۔ اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے آپ کی تعلیم کا خیال رکھا گیا۔ ہوش سنبھال تو والد صاحب کی پوسٹنگ رحیم یار خان ہو گئی۔ کسووال سے ۱۹۳۰ء مین تعلیم کا آغاز کیا اور تیسری تک یہیں رہے۔ آپ باقاعدہ تانگیپر ایک ملازم کے ہمراہ چک ۴ کے سکول میں آتے جاتے۔ نیز گھر پر بھی ٹیوٹر بنام ماسٹر اللہ یار رکھ دیا گیا۔ دو سال تک یہیں رہے۔ راقم الحروف کو ایک انٹرویو کے دوران ڈاکٹر وحید قریشی وضاحت کرتے ہیں:

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

”ڈاکٹر وحید قریشی نے بتایا کہ ۱۹۷۲ء میں ماسٹر اللہ یار بطور خاص ان سے ملنے کے لیے تشریف لائے“(۲۴)

ڈاکٹر وحید قریشی اسکے بعد والد تو ساہیوال رہے اور آپ کو میانوالی نانا کے پاس بھیج دیا گیا۔ وہیں پر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر حویلی لکھا(س ۱۹۳۵ء) میں چہارم اور پنجم کا امتحان پاس کیا۔ چھٹی جماعت چک بیدی میں گوجرانوالہ سکول میں داخلہ اور رہائش رکھی اور ہشتم تک اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ میں ۱۹۳۸ء تک تعلیم حاصل کی۔ اس دوران خورشید صاحب آپ کے ٹیوٹر رہے۔ عبد الغفار شاہین لکھتے ہیں:

”ڈاکٹر وحید قریشی نے ابتدائی تعلیم کا آغاز کسووال سے کیا اور جماعت چہارم تک وہیں کے پرائمری سکول میں رہے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ، صوفی غلام مصطفی تبسم اور سید عابد علی عابد کے علاوہ دیگر ادب دوست اور علم پرور اساتذہ کی رہنمائی میں ادبی دنیا میں قدم رکھا۔“(۲۵)

اسی دوران آپ مختلف اخبارات میں لکھنے کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ فن و ادب سے آپ کی جڑت ایامِ جوانی سے ہی چلی آرہی ہے۔ شروع ہی سے میدانِ ادب میں آپ اصنافِ نظم و نثر اور تاریخ کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات و مضامین کو کو اپنا اوڑھنا بچھونا گردانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے شبانہ روز کی محنتِ شاقہ سے ادبی کام کیا جو کہ علم و ادب کی جانب راغب ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس حوالے سے آگے چل کر اپنے مقالے بعنوان ”ڈاکٹر وحید قریشی بحیثیت مدون“ میں عبد الغفار شاہین لکھتے ہیں:

”ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز کسووال کے ایک پرائمری سکول سے کیا۔ اتالقی اور استاد کے طور پر ماسٹر خورشید کی خدمات حاصل کی گئیں۔“(۲۶)

چوتھی جماعت میں آپ کے والد کا تبادلہ حویلی (ضلع ساہیوال) ہو گیا تو آپ وہاں کے ڈسٹرکٹ بورڈ سکول میں داخل ہوئے۔ چھٹی جماعت میں گوجرانوالہ آگئے اور مڈل وہیں سے کیا۔ پھر اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور سے ۱۹۴۰ء میں میٹرک کیا۔ اس وقت ان کے والد لاہور میں ملازم تھے۔ میٹرک کے بعد ڈاکٹر وحید قریشی گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں یہاں سے بی۔ اے آنرز کرنے کے بعد کالج کی طرف ہی سے ایم۔ اے فارسی میں داخلہ لیا اور پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور میں آنے لگے۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے ایم۔ اے فارسی کیا۔ ایک سال ۱۹۴۷ء میں ایم۔ اے تاریخ کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۷ میں فارسی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے لیے ڈاکٹر وحید قریشی کو الفریڈ پٹیالہ ریسرچ سکالر شپ ملا۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے ڈاکٹریٹ کا مقالہ "Insha Literature in person..A Critical Study" ڈاکٹر سید عبد اللہ اور عباس شوستری کی نگرانی میں مکمل کیا اور ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے آپ کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری مل گئی۔

۱۹۵۹ء میں آپ کی معرکۃ الآراء کتاب ”میر حسن اور ان کا زمانہ“ شائع ہوئی۔ آپ کی اس علمی و ادبی خدمت کو سراہتے ہوئے ۱۹۲۵ئ ء میں پنجاب یونیورسٹی نے آپ کو ڈی۔ لٹ کی ڈگری سے نوازا۔ پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران ڈاکٹر وحید قریشی جن اساتذہ سے خصوصی طور پر مستفید ہوئے ان میں سید عابد علی عابد، پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال، ڈاکٹر سید عبد اللہ اور پروفیسر عباس شوستری کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ پروفیسر مولوی محمد شفیع جیسے صاحب علم اور نامور استاد سے بھی انھوں نے فن تحقیق کے بنیادی اسرار و رموز سیکھے۔ سعشہ خان اس تناظر میں لکھتی ہیں:

”۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۰ء پنجاب یونیورسٹی لاہور میں الفریڈ پٹیالہ ریسرچ سکالر رہے۔ فروری ۱۹۵۱ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں تاریخ کے لیکچرار تعینات ہوئے۔“(۲۷)

ڈاکٹر وحید قریشی اپنے عہد کے نامور محقق، نقاد اور ادیب ہیں۔ ان کی علمی و ادبی شخصیت بہت سی حیثیتوں کی جامع ہے۔ مثلاً مخطوطہ شناس، تدوین کار، ماہر غالبیات، اقبال شناس، مزاح نگار، شاعر اور کالم نویس وغیرہ... اس کے ساتھ ہی وہ ایک بہترین معلم اور اعلیٰ درجے کے منتظم بھی رہے۔ طویل عرصے تک درس و تدریس کے ساتھ انہوں نے متعدد علمی اور تحقیقی اداروں کو منظم کیا۔ کتابیں شائع کیں اور رسائل و جرائد مرتب کیے...یوں بلا مبالغہ وہ ایک جامع الحیثیات شخصیت کے مالک ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی اس حدیثِ رسول پاک ﷺ کے مصداق ٹھہرے ہیں کہ جس میں علم کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے علم کو ماں کی گود سے گور کی منازل تک حاصل کرنے کی تلقین کی۔ اس حوالے سے ڈاکٹر طاہر تونسوی لکھتے ہیں :

”ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کی والدنے انتہائی مالی مشکلات کے باوجود بھی آپ کے تعلیمی سلسلے کو بطریق احسن سرانجام دیا اور حتی الامکان کوشش کی کہ اسے احساس محرومی اور پریشانی کا سامنانہ کرنا پڑے۔“(۲۸)

ڈاکٹر وحید قریشی میانوالی میں پیدا ہوئے ہیں۔ پلے، بڑے اور تعلیمی مراحل طے کیے آپ کا شمار کلاس میں بہترین طلباء میں ہوتا تھا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک تجزیے میں آپ کے ہم جماعت اور شاعر و ادیب دوست ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

”ڈاکٹر وحید قریشی کی وضع قطع، افکار اور معمولات زندگی اسلامی اصولوں کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔“(۲۹)

وہ اپنی ذاتی زندگی میں خاموش طبع، مستقل مزاج محنتی با اصول، شائشتہ، دیندار، خوددار اور محتاط انساں ہیں شعر وادب چونکہ شخصیت کی ترجمان ہوتی ہے اس لئے ان کے کلام میں بھی مندرجہ بالا خصائل بدرجہ اتم نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر وحید قریشی نے شاعری کی ابتداء میٹرک میں طالب علمی کے دوران شروع کی اور یہاں پرڈاکٹر وحید قریشی صاحب خود کہتے ہیں:

”میں اپنے اساتذہ کرام کا نہایت احسان مند ہوں کہ جنھوں نے مجھے قلم پکڑنا سکھایا اور شاعر اور ادیب بنایا۔ میری پوری زندگی ترویج واشاعتِ علم وادب کے گرد گھومتی ہے۔“(۳۰)

ڈاکٹر وحید قریشی نے دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اپنے سکول، کالج اور یونیورسٹیز کے اساتذہ جن میں سید عبد اللہ، عابد علی عابد، صوفی غلام مصطفی تبسم اور دیگر معلمانِ ادارہ سے بہت کچھ سیکھا اور انہی کی رہنمائی میں میدان شعر وادب میں قدم رکھا اور ادب کے پیچ وخم سمجھے۔ شخصیت و کردار اور خاندانی پس منظر کے معیار کیوجہ سے آپ کو ادبی اور علمی دنیا میں نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ خوش مزاج اور ملنسار ہیں۔ خاکساری ان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ بچوں کی تعلیم کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن نبھاتے ہیں۔ مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ کا پسندیدہ مشغلہ تحقیق و تنقید اور ترتیب و تدوین رہا۔

تحقیقی خدمات:

ڈاکٹر وحید قریشی ہمہ جہت خوبیوں کے مالک اور بیسیوں اصنافِ ادب کے ساتھ گہری رغبت اور وابستی رکھتے ہیں۔ آپ نے بطورِ محقق و مرتب کئی کتابیں مرتب کیں۔ جبکہ میدانِ تحقیق میں آپ کے ہم پایہ شاید ہی کوئی ادیب ہو۔ آپ ایک زیرک اور منجھے ہوئے نقاد کی حیثیت سے نہ صرف اردو ادب بلکہ فارسی، پنجابی اور انگریزی زبان میں اپنی مہارتوں کا لوہا منوا چکے ہیں۔ڈاکٹر انور سدید فرماتے ہیں:

” ڈاکٹر وحید قریشی ایک عظیم شخص، شاعر و ادیب، محقق اور عظیم نقاد اردو، پنجابی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔“(۳۱)

ایک ایسی شخصیت جو بیک وقت معلم و مدرس، تاریخ دان،، مخطوطہ شناس، تدوین کا ماہر، ماہرِ غالبیات، اعلی پائے کے تنظم، فلسفہ اور منطق کے رسیا، اقباس شناسی کے حقیقی دعویدار، نظم ونثر میں عمدہ پائے کے مزاح نگار، تجربہ کار کالم نویس، منجھے ہوئے شاعر، فارسی افسانہ نگاری کے مشاق، ایک طویل عرصہ سے مختلف اخبارات و رسائل اور جرائد میں ادارتی خدمات ادا کرنے والے زیریک اور انتھک مدون کے طور پر علمی وادبی حلقوں میں اپنی منفرد اور جداگانہ شناخت رکھتے ہیں۔

دنیائے ادب میں آپ کی ہمسری کرنے کا تاحال کوئی دعویدار سامنے نہیں آیا کہ جس نے بیک وقت کئی سمتوں، جہتوں اور اصنافِ ادب میں کثیر تعداد میں تصانیف و تالیفات کا قیمتی اثاثہ ادب کی جھولی میں ڈالا ہے۔ جس کی نظیر آپ کے علاوہ کسی اور ادیب و لکھاری میں ناپید ہے۔ علاوہ ازیں بیسیوں کی تعداد میں آپ کے منتخب مقالات میں آپ کی علمیت، قادرالکلامی، مہارت اور چابکدستی کے جوہر نکھر کر قاری کی سماعتوں اور بصارتوں کو تیرگی کے حصاروں سے نکال کر نور کی وادی میں براجمان کرتے ہیں۔ اس تناظر میں سعشہ خان اپنے مقالے میں لکھتی ہیں:

”ڈاکٹر وحید قریشی دورِ حاضر کے ادبی اُفق پر ایک معتبر اور ممتاز شاعر، افسانہ نگار، محقق اور نقاد کے طور پر منفرد اور اونچا مقام رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم عصر شعراء اور مصنفین سب میں یکساں طور پر قدر و منزلت اور احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔“(۳۲)

ادب کی تحقیق و تنقید کے متعلق معیاری ادبی کئی کتابیں تحریر کی ہیں اور یہ سلسلہ تاحال جاری وساری ہے۔ اس تناظر میں ان کی کچھ تصانیف زیر طباعت کے مراحل میں ہیں۔ اُن کی تنقید کا بنیادی مقصد دورِ جدید کے ادباء کی ادبی گروہ بندیاں ہیں جن کو ڈاکٹر وحید قریشی بالکل پسند نہیں کرتے۔ڈاکٹر وحید قریشی فرماتے ہیں:

”اگر آپ معاشرے کی حقیقت کو نظر انداز کر کے اِن کے دُکھوں اور پریشانیوں کو جان بُوجھ کر بالائے طاق رکھتے ہوئے رنگین محفلوں اور چاشنیوں کی طرف ادب کا رُخ موڑ دیں تو بے ہنگم ہرزہ سرائی کے علاوہ کُچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔“(۳۳(

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ڈاکٹر وحید قریشی کی شخصیت اور فن پر کئی کتب تحریر کی جاچکی ہیں جبکہ زیر مطالعہ کتاب ڈاکٹر وحید قریشی نے بہت تن دہی سے مرتب کی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر وحید قریشی کو ملنے والے ڈھیروں انعامات اور اعزازات میں گراں قدر خراجِ تحسین پیش کرنے کا زبردست انداز بھی۔ آغاز میں ڈاکٹر وحید قریشی نے ان کا انٹرویو ہی ماہرانہ انداز میں کرتے ہوئے ان کی سچی اور کھری باتوں کو قارئین کی ذہنی اور فنی تشہیر کے لیے پیش کیا ہے۔ وہ اپنے مقالے کے بارے میں اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ہیں:

"میں نہیں جانتا تھا کہ میری زندگی کے اگلے چند اہم واقعات، اس مقالے سے جڑے تھے۔ جیسے ہی اس مقالے کا زبانی امتحان ہوا۔ اوپن یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو ڈاکٹر نثار احمد قریشی نے مجھے ڈیپوٹیشن پر شعبے میں بہ طور لیکچرر جوائن کروانے کی پیش کش کی۔ اگلے دو ماہ میں مجھے باقاعدہ خط بھی مل گیا۔ لیکن اسی دوران میں مجھے ایک دن ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب کا فون موصول ہوا، جو اس وقت شعبۂ اردو، اورینٹل کالج کے صدر تھے۔"(۳۴)

ڈاکٹر وحید قریشی کے درج بالا اقتباس کے مطابق وہ اس مقالے کے دوسرے ممتحن تھے۔ انھوں نے نہ صرف اس مقالے کو قبل از اشاعت، اپنے شعبے کے پی ایچ ڈی کے نصاب کی منظور شدہ کتب کی فہرست میں شامل کیا تھا، بلکہ ان کو اورینٹیل کالج کے شعبہ اردو کو جوائن کرنے کی پیش کش بھی کی تھی۔ اس پیش کش کی وجہ سے انھوں نے اوپن یونیورسٹی جوائن نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں ڈاکٹر نثار قریشی صاحب سے ہمیشہ شرمندہ رہا۔ یہ ہر حال میں یکم مارچ ۲۰۰۵ء کو اورینٹل کالج سے وابستہ ہوا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی نظم سے شروع ہوتا ہے جو انہوں نے ڈاکٹر وحید قریشی کی شان میں لکھی۔ پھر "مقالات" کے عنوان سے بہت سے لوگوں کے مضامین ہیں جن سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ اہل علم نے ان کی شخصیت کو اپنی ذہنی اہلیت کے مطابق پرکھا ہے جس سے ان کی شخصیت کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ ایک اچھے اُستاد کی حیثیت سے لوگوں کے اندر آگہی کی شمع روشن کرنا، تحقیق و تنقید اور شعر و نثر دونوں کو ساتھ لے کر چلنا اور کامیابی سے اہل ادب اور اہل قلم میں اپنا نمایاں مقام بنانا آسان نہیں ہوتا۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہیں صوفی غلام مصطفی تبسم، احسان دانش، عابد علی عابد، ڈاکٹر جاوید اقبال اور ڈاکٹر سید عبد اللہ کا قرب حاصل رہا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سید عبد اللہ لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر وحید قریشی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جس عرق ریزی سے کتب کو مرتب و مدون کیا اور مضامین کو حتمی شکل دی ہے۔ یہ ان کی اپنے اُستاد صوفی غلام مصطفی تبسم کے ساتھ والہانہ عقیدت واحترام کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس طرح کی کاوش کر کے انہوں نے شعراء وادباء پر طبع شدہ مواد کو نہ صرف یکجا کیا ہے بلکہ کل کلاں جب کوئی طالب علم ان کے فن اور شخصیت پر تحقیقی مقالہ لکھے گا تو اسے یہ کتاب حوالے کے طور پر خاصی مدد دے گی اور یقیناً ڈاکٹر وحید قریشی کی یہ تخلیقی کاوش اپنا رنگ دکھائے گی۔"
(۳۵)

ڈاکٹر وحید قریشی کے تحقیقی و تنقیدی مقالات میں ادبی شہ پارے سے وابستہ مباحث و مسائل پر انہوں نے قابل مطالعہ مقالات سپرد قلم کیے ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی تجزیاتی اندازِ نقد کے حامل ہیں۔ دورِ جدید کے عظیم شاعر، ادیب، محقق، نقاد اور ایک عظیم ادیب ڈاکٹر وحید قریشی کی اعلیٰ ذہنیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس میں میانوالی کی سر زمین میانوالی کے اِس عظیم انسان کی شخصیت کے تمام پہلوئوں کا بہت محبت، اخلاق، خلوص اور سچائی کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔ تمام اساتذہ اور ہم عصر مصنفین نے اِن کی تمام کتب کو عظیم تخلیقات کا نام دیا ہے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ کہتے ہیں:

" ڈاکٹر وحید قریشی کا اردو شعری مجموعہ "نقدِ جاں،، کی اشاعت میانوالی جیسے پنجاب کے دورافتادہ اور پسماندہ علاقے میں ادبی حوالے سے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔"(۳۶)

آپ نے اپنی تمام عمر ادب دوستی اور انسان دوستی میں بسر کی اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ یہی درس دیا۔ آپ ایک منکسر المزاج، علم دوست اور زمانہ شناس انسان تھے۔ آپ کی شناخت ہمیشہ ایک سچے اور کھرے انسان کے طور پر رہی۔ آپ نہ صرف اپنے عہد میں مشہور و معروف اور اچھی شہرت کے حامل فرد ہیں بلکہ آپ کی شہرت کا چرچا عام ہے۔ آپ کی علم وادب سے محبت و رغبت اور اردو زبان وادب سے انتہا درجے کے عشق نے آپ کے فن اور شہرت کو چار چاند لگا دیے۔ آپ کا زیادہ وقت ترویجِ فن وادب میں گزرتا رہا ہے۔ عہد میں اصنافِ ادب کی تمام شاخوں پر آپ کو مہارت ہے اور اس میدان میں آپ کی تحریر کردہ تصانیف علمی وادبی مراکز اور لائبریریوں کی زینت ہیں۔ جو مختلف علوم پر مبنی علمی اثاثہ میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ وہ اثاثے ہیں جو آپ کے بعد آپ کی علم وآگہی اور آپ کے وجود کا احساس دلاتے رہیں گے۔

ڈاکٹر وحید قریشی نے اردو نثر لکھ کر نہ صرف ادب شناسی کا حق ادا کیا ہے بلکہ اپنی کتاب کو آئندہ محققین کے لیے ایک یادگار دستاویز بھی بنا دیا ہے۔ اس کتاب پر ملک بھر کے اخبارات ورسائل نے جو تبصرے اور تجزیے شائع کیے، ان میں سے چند تحاریر درج ذیل ہیں۔

"ڈاکٹر وحید قریشی سے متعلق کئی ایک رسائل کے خصوصی شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے اس کتاب میں ان کا ایک مختصر انٹرویو بھی شامل کیا ہے جس سے ڈاکٹر وحید قریشی کے بارے میں قاری کو بہت سی اہم معلومات ملتی ہیں۔ اس کتاب میں اُن سے متعلق مضامین و مقالات کے علاوہ متعدد شعراء و ادباء کے تاثرات درج ہیں۔ مجموعی طور پر اس انتخاب میں ڈاکٹر وحید قریشی کی ڈیڑھ درجن کتب کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔" (۳۷)

زبانِ تنقید سے یہ بات بار بار کہی گئی ہے کہ شعری ادب میں پیشکش اور اسلوبِ نگاری کو اہم گردانا جانا چاہیے۔ ادب کی تخلیق کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ وہ قاری کے دل چھوتا ہوا، مشامِ جان میں اترنے کی خوبی اپنے اندر رکھتا ہو۔ ان کی شاعری اسی کا التزام سموئے ہوئے ہیں۔ شعر و ادب، شعور افزا، افکار و احساسات کی ترجمان ہونی چاہیے تاکہ انسانوں کی زندگیاں بلند شریفانہ خصائل کے سانچے میں ڈھل جائیں اور لوگ حقیقی مسرتوں سے ہمکنار ہو سکیں قدیم شعراء کی شرح آج کے دور میں بھی حسن و عشق ہجر و فراق مایوس کُن، فرسودہ اور دقیانوسی موضوعات کی جگالی کی جا رہی ہے۔ آج کے شاعر کا نہ کوئی نظریہ حیات ہے اور نہ کوئی انقلابی منشور کسی کی انفرادیت فکر واضح نہیں۔ سب ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ شعراء نے شعر و ادب کو بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ میرے لیے یہ صُورت حال ہر گز اطمینان بخش نہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

"اِس وقت عالمی سطح پر بنی نوع انسان پریشان کُن حالات کی زد میں ہیں۔ بالخصوص ہماری قوم تہذیبی، سماجی، نفسیاتی، سیاسی اور معاشی حوالے سے شدید بحرانوں میں مبتلا ہے آج کے انسانوں کو ان گِنت مسائل اور مصائب نے دبوچ رکھا ہے۔ ہزاروں موضوعات آج کے شاعر کو دعوت فکر دے رہے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خُدارا ہمارے بارے میں قلم اٹھائو۔ قوم کو اس کے مسائل کا حل بتا کر مصائب کی دلدل سے باہر نکالو۔"(۳۸)

ان کے درج بالا بیان کے مطابق میڈیا اِس فرضی، بے بنیاد عشق کا دن رات مسلسل ڈھنڈورا پیٹ کر کروڑوں افراد کو گُمراہ کرنے میں مصروف ہے۔ میں ان شعراء سے پوچھتا ہوں کہ وہ اپنی سطحی و عامیانہ شعر و ادب سے ملک و قوم کی کون سی خدمت سر انجام دے رہے ہیں' یہ آزاد خیالی نہیں صرف ذہنی آوارگی ہے اور کچھ نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شعر و ادب کو ہماری قومی و تہذیبی روایات کا ترجمان ہونا چاہیے۔ فرضی تخیل آرائی کی بجائے زندگی کے حقیقی مسائل اور اِن کے حل کو شعر و ادب کی بنیاد بنانا چاہیے۔ مثبت تعمیری اور اصلاحی انداز فکر کو عام کیا جائے تاکہ قوم اپنی منزلِ مقصود کو پہچان سکے۔ آج کے دور میں اقبالؔ، حالیؔ اور اکبر الہ آبادیؔ جیسے شعراء کی ضرورت ہے۔ عزیز بگھوی نے کیا خوب کہا ہے۔ ہم فکر کے خلاف نہ فن کے خلاف ہیں۔ ہم تو سخن برائے سخن کے خلاف ہیں۔ میڈیا کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"ہم اگرچہ علامہ اقبال کو قومی شاعر کا درجہ دیتے ہیں اور ان کے حوالے سے بڑی شان و شوکت سے تقریبات کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ لیکن ارباب اختیار ہوں یا علم و ادب کی ترقی کے دعویدار سب عملاً فکر اقبال سے گریزاں ہیں۔ خصوصاً میڈیا نے اقبال کو بُری طرح نظر انداز کیا ہُوا ہے۔"(۳۹)

ڈاکٹر وحید قریشی کے مطابق شعراء نے تساہل اور سہل انگیزی کی وجہ سے پابند نظمیں لکھنا چھوڑ دی ہیں۔ مدیرانِ جرائد کو اگر کوئی شاعر پابند نظم اشاعت کے لیے بھیجے تو وہ شائع نہیں کرتے۔ اِس صورت حال میں اقبال ثانی کیسے پیدا ہو گا۔ اس میدان میں بھی اگرچہ ستائش باہمی کی فضا موجود ہے۔ تاہم ڈاکٹر سید عبد اللہ، ڈاکٹر فرمان فتحپوری اور ڈاکٹر جمیل جالبی کا تنقیدی کام نہایت معیاری اور قابل تحسین ہے۔ ادبی گروہ بندیوں نے ہمیشہ تعصب اور نفرت کی آگ بھڑکائی ہے اور رواداری اور وسیع القلبی کے رجحانات کا خاتمہ کیا ہے اس کا ادب اور اہل ادب کو ہمیشہ نقصان ہی ہُوا ہے۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"چونکہ میرے دِل کا بائی پاس آپریشن ہوا ہے اِس کی وجہ سے روزانہ دُور جا کر فرائض منصبی سر انجام دینا میرے لئے ناممکن تھا۔ آجکل میرا کام تبلیغی جماعت کی معاونت کرنا اور مزید ادب کی خدمت کرنا۔ میری دو کتابیں زیر طباعت ہیں۔"(۴۰)

ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنی تمام عمر ادب دوستی اور انسان دوستی میں بسر کی اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ یہی درس دیا۔ آپ ایک منکسر المزاج، علم دوست اور زمانہ شناس انسان تھے۔ آپ کی شناخت ہمیشہ ایک سچے اور کھرے انسان کے طور پر رہی۔ آپ نہ صرف اپنے عہد میں مشہور و معروف اور اچھی شہرت کے حامل فرد ہیں بلکہ آپ کی شہرت کا چرچا عام ہے۔ آپ کی علم و ادب سے محبت و رغبت اور اردو زبان و ادب سے انتہا درجے کے عشق نے آپ کے فن اور شہرت کو چار چاند لگا دیے۔ آپ کا زیادہ وقت ترویج فن و ادب میں گزر تا رہا ہے۔ عہد میں اصنافِ ادب کی تمام شاخوں پر آپ کو مہارت ہے اور اس میدان میں آپ کی تحریر کردہ تصانیف علمی و ادبی مراکز اور لائبریریوں کی زینت ہیں۔ جو مختلف علوم پر مبنی علمی اثاثہ میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ وہ اثاثے ہیں جو آپ کے بعد آپ کی علم و آگہی اور آپ کے وجود کا احساس دلاتے رہیں گے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

ڈاکٹر وحید قریشی کی تخلیقات میں موضوعات کا تنوع ہے۔ ان کی تحریریں کلاسیکی حسن سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ جدید عصری تقاضوں سے بھی ہم آہنگ ہے۔ ابتدائے شعر و ادب میں غزل سے زیادہ نظم کی طرف میلان رہا۔ اس لیے فطرت کا حسن اس کی شعر و ادب کی روح ہے۔ ڈاکٹر انور سدید کہتے ہیں:۔

”وہ ماضی کو اگرچہ جیتا جاگتا سرمایہ سمجھتے ہیں لیکن ان کے نزدیک عقل مندی حال ہی میں رہنا ہے۔ ہونٹوں پر ہلکے ہلکے، نفیس نفیس اور لطیف لطیف تبسم کی چشمک زنی چہرے پر معصومیت، انکسار سادگی۔۔۔۔۔ اور شرافت کے قافلے قطار اندر قطار رواں دواں یہ ہیں۔“(۴۱(

اگرچہ ڈاکٹر وحید قریشی میانوالی جیسے دور اُفتادہ علاقے سے تعلق رکھتے ہیں مگر ان کا شمار اردو کے بہترین افسانہ نگاروں، نقادوں اور کالم نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں ان کو بیسیوں انعام مل چکے ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی میانوالی کے ایک عظیم سپوت ہیں۔ ان کی زندگی کے نشیب و فراز ادب کی ترویج میں بسر ہو رہے ہیں۔ بطور پیشہ بھی آپ شعبہ تدریس سے وابستہ تھے۔ آپ کا پسندیدہ رنگ سفید، پسندیدہ پھول چنبیلی، پسندیدہ افسانہ نگار ڈاکٹر وحید قریشی اور کرشن چند، پسندیدہ سفر نامے ابنِ انشاء کے پسندیدہ مزاح نگار اکبر الہ آبادی، راجہ مہدی علی خان اور ضمیر جعفری جیسے تمام مصنفوں کے لیے پسندیدگی کا اظہار ان کے روایت پسند ہونے کی واضح دلیل ہے۔ عمر بھر گوشت خوری سے پرہیز کیا۔ ہمیشہ سبزیوں اور دودھ کو اپنی خوراک بنائے رکھا۔ وہ اپنی روایت سے بہت مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ انہیں ماضی بہت عزیز رہا ہے۔ روایت ماضی کا حصہ ہے جو ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ تبدیلی کو روایت بہت کم قبول کرتی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ مشہور صحافی باری علیگ جنہوں نے منٹو جیسے شخص کو بھی راستے پر لگایا وہ ٹائی لگا کر بازار میں بیٹھ کر رونا شروع ہو گیا۔ پتہ چلا کہ باری علیگ راہگیروں پر رو رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیا ان لوگوں کی کیا کوئی روایات ہیں؟ آج جہاں ہمارا اسمبلی ہال ہے تو ہو سکتا ہے کہ کل وہاں جنرل سٹور بن جائے جبکہ برطانیہ کی دارالامرا کی سیڑھیوں میں کئی گڑھے پڑ چکے ہیں۔

روایت پسند ہونے کے ساتھ ساتھ وہ انجماد کو درست تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن وہ ہر اس انقلاب کو بھی ٹھیک نہیں جانتے جس میں روایات کو ترک کیا جائے۔ ایتھنز سقراط کا حوالہ دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ سقراط پر الزام تھا کہ وہ نئی نسل کو گمراہ کر رہا ہے۔ یہ ہمارے دیوتاؤں کے خلاف ہے اسی زمانے میں اہلِ علم کا ایک طبقہ جو فسطائی کہلاتا تھا وہ عقل کے دیوانے تھے ان کے نزدیک ہر چیز کا معیار عقل تھا اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اپنی عقل اور استدلال دکھانے کے لیے وہ ایک شے کو بیک وقت سچ بھی ثابت کر دیتے تھے اور جھوٹ بھی، تو لوگوں نے سوچا اب کیا کیا جائے۔ آپکی سوچ اور آپ کا پسند آپ کا معیار ہے۔ ایک شخص ہے جو رات کے تین بجے چھت پر چڑھ جائے اور راگ شروع کر دے اہل محلہ کے پوچھنے پر وہ کہے کہ یہ میری پسند ہے، مجھے کون روک سکتا ہے، میں گا سکتا ہوں۔ ایک جنرل سٹور پر خرید و فروخت کے لیے نیم عریاں لڑکیاں کھڑی کر دی جائیں اور کہا جائے کہ یہ میری پسند ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ فرماتے ہیں:

”ہر فنکار کی ایک سطح ہوتی ہے۔ کچھ فنکار اس سطح پر ہوتے ہیں جنہیں معاشرہ اوپر کی طرف اٹھاتا ہے۔ کچھ فنکار وہ ہوتے ہیں جو معاشرے کو اوپر اٹھاتے ہیں پہلی سطح والے صرف وہ کچھ پیش کرتے ہیں جو معاشرہ پسند کرتا ہے تاکہ وہ ہر دلعزیز بن کر قبولِ عام کی سطح حاصل کرے۔ دوسری سطح والے قبول عام کی سند کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ اپنے عقیدوں کو پرکھ کر جب سچ جان لیتے ہیں تو کسی کی پرواہ کیے بغیر ان پر ڈٹ جاتے ہیں۔“(۴۲)

ڈاکٹر وحید قریشی نصبی تنقید ہی نہیں بلکہ فلسفیانہ نظریاتی تنقید کے ذریع پوری دنیا میں لکھی جانے والی تنقید اور ادب کا تقابل کرتے ہیں۔ انکی کتابیں اردو ادب میں نیا رنگ پیدا کر رہی ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں اسلوب، تکنیک اور ہیت کے نئے تجربات کیے ہیں اور بالکل نئی قسم کا بیانیہ متعارف کروایا ہے۔

ان کے افسانے اسلوب، تکنیک اور ہیت میں جدید ہیں۔ لیکن ان کے موضوعات اپنی قدیم روایات اور زمین سے خوشہ چینی کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں پاکستان کی دیہاتی ثقافت کی عمدہ عکاسی کی گئی ہے۔ ان کے دیہی کردار ڈگری یافتہ نہ ہونے کے باوجود زندگی کے بنیادی مسائل کا ادراک رکھتے ہیں۔ ان کا تصور کائنات جاہلیت پر مبنی نہیں بلکہ انتہائی باشعور اور فلسفیانہ ہے۔ گائوں کی مضبوط روایات ان کے افسانوں میں جیتی جاگتی نظر آتی ہے۔ انٹرویو میں یہ خود کہتے ہیں:۔

"سوائے دو تین افسانوں کے سارے افسانے ایک نشست میں لکھے بعد میں پڑھتا ہوں دو تین دفعہ امنافے کے لیے۔ لیکن بنیادی طور پر ایک نشست میں۔"(۴۳)

انھوں نے اپنے افسانوں میں بہت خوب صورت جملے استعمال کیے کہ قاری انھیں پڑھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی اردو زبان کے تنقیدی ادب کا ایک با اعتماد حوالہ ہیں۔ اس سلسلے میں کئی مستند کتابوں کے مصنف ہیں۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر تنقیدی کتب لکھیں۔ ان کے تخلیقی وفور کی شدت قاری کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ موجوعات کا تنوع ان کی پیش کش کا منفرد اسلوب، کرداروں کی گہری نفسی اور وجود حالتوں کا نہایت پر اثر انکشاف، کہیں قاری پر حیرت کی کیفیت طاری کرتا ہے اور کہیں

تخلیقی قوت کی فراوانی اسے نئے جہان سے روشناس کراتی ہے۔اپنے اسلوب سے قاری کے لیے دلچسپی پیدا کرتی ہے۔اس میں شامل موضوعات قاری کو بے زار نہیں کرتے۔ اس کتاب کا ہر افسانہ قاری کے لیے دلچسپ اور گہری سوچ کا حاصل ہے۔اور قاری کو اپنے سحر میں جکڑے رکھتا ہے۔ان کا ہر افسانہ قاری کو سوچ میں مبتلا کرتا ہے اور خود سے سوال کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ڈاکٹر وحید قریشی عہد حاضر کے معتبر اور ذہین نقاد ہیں ۔ ڈاکٹر وحید قریشی ایک ہمہ جہت انسان ہیں انھوں نے کئی کتابیں مرتب بھی کیں۔وحید قریشی تنقید میں بیسن العلومی طریقِ کار استعمال کرنے کی بنا پر اپنے معاصرین میں کلیدی مقام رکھتے ہیں:ڈاکٹر عبد اللہ فرماتے ہیں:

"خیر کا تصور مختلف اقوام اور ادوار میں مختلف رہا ہے۔اب دیکھیں دیوتاؤں پر انسانی جانیں قربان کی جاتی تھیں۔یہ اس وقت کی نیکی تھی۔لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ جھوٹ بولنا جائز سمجھا گیا ہے۔ڈاکٹر وحید قریشی کا خیر اور شر کے بارے میں بھی تصور دوٹوک اور واضح ہے۔وہ کسی قسم کا مصلحت آمیز جھوٹ خواہ وہ کسی کی جان بچانے کے لیے کیوں نہ ہو اسے پسند نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ خیر اور شر کا کوئی معیار قائم کرے تو میرے خیال میں خیر اٹل اور ہر زمانے کے لیے ہے۔صداقت، حسن اور اس کے ساتھ عدل ابدی سچائیاں ہیں۔"(۴۴)

وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ہم جنس اس سطح پر آجائیں۔ڈاکٹر وحید قریشی دوسری سطح والے لوگوں میں سے ہیں۔کہانی کے سمندر میں وہ انسان کو ڈبکی دیتا ہے تاکہ وہ پاکیزہ ہو کر اوپر آجائے۔ یہ کوشش کس حد تک کامیاب ہوتی اس کا جواب تاریخ کی لیبارٹری سے تجزیہ آنے پر منحصر ہے۔اس نے اسلوب، تاریخی شعور، فلسفہ ، مقصدیت نگاری اور خوبصورت پیرائیہ کی بدولت اپنے آپ کو منفرد ثابت کیا ہے۔

حوالہ جات:

سید، ڈاکٹر، عبد اللہ، صحافت، صحافی اور ابلاغ، لاہور، ویٹکین روڈ، سلیم کمپوزنگ سنٹر، ص ۵۴

ڈاکٹر وحید قریشی، راقم الحروف کا انٹرویو، بمعہ والدہ کا انٹرویو، میانوالی، دولت کدۂ توحید، ۱۱ اپریل ۲۰۱۹

ڈاکٹر انور سدید، انور سدید، ڈاکٹر "اردو ادب کی مختصر تاریخ" اے ایچ پبلیشرز، ۱۹۹۲، ص ۶۷

ڈاکٹر طاہر تونسوی، مشمولہ، عبد الغفار شاہین، "ڈاکٹر وحید قریشی..." بحیثیت مدون" مقالہ برائے ایم۔فل (اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۷، ص ۵۴